

حضور ﷺ کی ایک سو ایک (۱۰۱) خصوصیات

خاندانی سطح پر کرنے کے کام
تعلیمی اداروں میں کرنے کے کام
ذرائع ابلاغ کی سطح پر کرنے کے کام
آپ ﷺ کی خصوصیات
آپ ﷺ کا امتیاز
کوثر کے پانی سے پیاس بجھانا

مرقب

فضیلۃ الشیخ عرفان عبدالجبار سورتی

پسند فرمودہ

حضرت مولانا محمد خیر محمد حجازی مسیح
دامت برکاتہم

نبوت ورسالت اللہ رب العزت کی طرف سے ایک عظیم احسان اور نعمت عظمی ہے۔ مخلوق کے لیے یہ ایک ایسی نعمت عظمی ہے کہ جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنی کسی نعمت کو لے کر صراحتاً احسان نہیں جتا یا لیکن نبوت ورسالت کا اللہ رب العزت نے خصوصی طور پر ان الفاظ میں تذکرہ فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (آل عمران: ۱۶۳)

”اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ اُن ہی میں سے ایک ایسا رسول منتخب کیا، جو انہیں اللہ تعالیٰ کی آیات سناتا ہے۔ ان کا تذکیرہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت (دانائی) کی تعلیم دیتا ہے۔“ اس سلسلے میں نبوت ورسالت سے متعلق چند چیزیں پیش کی جا رہی ہیں جنہیں بے نظر غائر دیکھیے اور لوح قلب پر نقش کرنے کی کوشش کیجیے:

(۱) انبیاء کرام ﷺ میں سے پیارے رسول ﷺ کے علو مرتبت میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تاقیامت اس کا کوئی امکان ہے۔
(۲) صدقِ دل سے گواہی اور اس بات کا حلفاً اقرار کہ آپ ﷺ کے آخری رسول اور نبی ہیں۔

(۳) آپ ﷺ کے بعد اب تا قیامت کسی شخص کو بھی یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ نبوت ورسالت کا اہل ہو۔

(۴) عقیدہ ختم نبوت اور ختم رسالت کی یہ بنیادی قرآنی دفعہ ہے، جس کا انکار کفر ہے، ”الم“ سے لے کر ”والناس“ کی سینیں تک تمام تر قرآن مجید ختم نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

(۵) اس بات کا اقرار اور قلبی یقین رکھنا کہ آپ ﷺ کے بعد وحی کے نزول کا سلسلہ بھی ختم ہو چکا ہے۔

جس طرح آپ ﷺ کے بعد کوئی وحی کا بھی اہل نہیں ہو سکتا اسی طرح آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت کا بھی اہل نہیں ہو سکتا۔

(۶) رسول اکرم ﷺ کے بعد اگر کوئی مدعی نبوت کا ذہبہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وحی کا نزول ہوتا ہے تو اسے رحمانی وحی نہیں، بلکہ شیطانی وحی ہی کہا جاسکتا ہے۔

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوْحُونَ إِلَى أَوْلَيَاءِهِمْ۔ (الانعام: ١٢١)

اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔

الہزادعی نبوت کا ذبہ مرزاغلام قادیانی اور اس جیسے دوسرے کذاب جس وحی اور الہام کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، وہ یقیناً شیطانی الہام ہی ہو سکتا ہے، کیوں کہ حقیقی وحی کا سلسلہ تور رسول اکرم ﷺ کے بعد قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص محمد ﷺ کا کلمہ پڑھ کر اقرارِ نبوت کر کے خود کو کلمہ گو برادری میں شامل کرنے پر بہ ضد ہے تو اس شخص کا پس منظر (Background) دیکھنا پڑے گا کہ یہ کہ کیا معنوں میں کلمے کا اقرار کرتا ہے، کہیں کسی کی جھوٹی نبوت ماننے والا تو نہیں۔ کیوں کہ دورِ رسالت مآب ﷺ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو کلمے کے اقرار اور بہ ظاہر صوم و صلوٰۃ کی پابندی کے باوجود، انہیں جھوٹا اور منافق قرار دیا اور رب العزت نے خود ان کے منافق ہونے کی گواہی دی۔ تفصیلات جاننے کے لیے دیکھیے: (سورہ المنافقون)

(۸) اگر دورِ رسالت ﷺ میں کلمہ رسالت کے اقرار کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے ایمان کو غیر معتبر قرار دیا ہے، تو آج کے منکرینِ رسالت قادیانیوں اور دوسرے نامنہاد مسلمانوں کے ظاہری کلمے کو کیسے معتبر تصور کیا جا سکتا ہے!

(۹) نبوت و رسالت کے بارے میں یہ بھی نوٹ کر لیجیے گا کہ سارے انبیاء علیهم السلام انسان تھے، وہ کھاتے پیتے تھے، بازاروں میں چلتے پھرتے تھے، اور بیوی بچوں والے تھے؛ سوائے چند ایک کے مثلاً: میکی اور عیسیٰ علیہما السلام وغیرہ۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: سورہ یوسف: ۱۰۹، سورہ فرقان: ۲۰، سورہ کہف: ۱۱۰، سورہ ابراہیم: ۱۱، سورہ رعد: ۳۸، سورہ بنی اسرائیل: ۹۵

(۱۰) یہ بات نوٹ کر لیجیے کہ نبوت و رسالت عطایٰ اور وہی ہوتی ہے، آدمی اپنی محنت سے انجینئر و ڈاکٹر بن سکتا ہے، عالم و فاضل بن سکتا ہے، شاعر وادیب بن سکتا ہے، صدر وزیر اور سپہ سالار بن سکتا ہے یا بنا یا جا سکتا ہے۔ لیکن کبھی رسول اور نبی نہیں بن سکتا، اور نہ ہی بنا یا جا سکتا ہے کیونکہ رسالت غور و فکر اور محنت سے نہیں ملتی۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین اور عطا ہے۔

وَلِكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ۔ (آل عمران: ۱۷۹)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے رسولوں میں سے (خصوصی منصب کے لیے) منتخب کر لیتے ہیں۔

کوئی انسان یا کوئی پیغمبر یا فرشتہ اللہ تعالیٰ پہ ہرگز اعتراض نہیں کر سکتا کہ اُسے اس منصب کے لیے منتخب کیوں نہیں کیا گیا۔

اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ (الأنعام: ۱۲۳)

اللہ زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ رسالت کا کام کس سے لے؟ اور کس طرح لے؟

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلِئَكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ (آل جمع: ۵)

اللہ تعالیٰ انسانوں اور فرشتوں میں سے رسالت کے لیے منتخب کرتے ہیں۔

(۱۱) انبیا و رسول ﷺ کو غیر معمولی روحانی قوتیں اور طاقتیں عطا کی جاتی ہیں، جو کہ کسی عام آدمی کے بس میں نہیں ہوتیں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیا و رسول ﷺ پر ایمان لانا بھی لازمی ہے۔ اور نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کا رد اور قلع قع بھی لازم ہے۔

مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَ قُتِلُوا تَقْتِيلًا (الحزاب: ۶۱)

(یہ نبوت کے جھوٹے دعوے دار) ملعون جہاں بھی مل جائیں انہیں پکڑ کر ان کا قیمه قیمه بنادالو۔

لہذا قانون نافذ کرنے والے اداروں پر فرض ہے کہ وہ ایسے گستاخ مدعی نبوت لعنتیوں کا نوٹس لیں، ورنہ محباں رسول ﷺ کی قانون ہاتھ میں لینے کے لیے مجبور ہوں گے۔

(۱۳) انبیا و رسول ﷺ معموم اور بے گناہ ہوتے ہیں، ان کے علاوہ مخلوق میں یہ شرف اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔

(۱۴) انبیا و رسول ﷺ ہدایت کے اعلیٰ ترین معیار پر قائم ہوتے ہیں، اور صراط مستقیم پر گامزن رہتے ہیں۔

(۱۵) انبیا و رسول ﷺ کے بارے میں ایک اصولی اور بنیادی بات یہ بھی ہے، کہ وہ اپنی مرضی اور خواہشِ نفس سے نہیں بولتے تھے،

بلکہ ان کی ہر حرکت اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابع ہوتی تھی۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَيْ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْدَهُ يُوْحَى (انج: ۳۸)

وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے، یہ تو ایک وحی ہے، جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

اسی لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (صحیح بخاری: ۱۳)
آں حضرت ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک ایمان دار نہ ہوگا، جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔

(۱۶) أَشَهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولَ اللَّهِ

”میں گوہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ کے رسول ہیں“۔

اس گوہی کے تحت، آپ ﷺ کی بلا تردید اطاعت اور سنتوں کی پیروی لازم ہے۔

(۱۷) آپ ﷺ سے ایسی محبت رکھنا، کہ دنیا میں ایسی محبت اور کسی سے نہ ہو حتیٰ کہ والدین، اولاد اور اپنی جان سے بھی بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت ہو، یہی تقاضائے محبت رسول ﷺ اور تقاضائے ایمان بھی ہے۔

(۱۸) آپ ﷺ کی محبت میں دوسری تمام محبوتوں اور چاہتوں کی نفی کرتے ہوئے آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور نصرت و دفاع کا جذبہ بھی رکھنا چاہیے۔

(۱۹) آپ ﷺ کے حسن و جمال اور فضائل و کردار کو معاشرے میں اجاگر کر کے لوگوں میں یہ شعور بیدار کرنا، کہ روئے زمین میں فقط آپ ﷺ کی بات ہی معتبر ہے۔ اور آپ ﷺ ہی مطابعِ حقیقی ہیں جن کی اطاعت ہر لحاظ سے مقدم ہے۔

(۲۰) الَّتِيْ أُولَيْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ (الاحزاب: ۶)

نبی ﷺ مونین کے لیے ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر زیادہ حق رکھتے ہیں۔ کے تحت آپ ﷺ کے اکرام کا خیال رکھا جائے، اور کلمہ گوبرا دری میں اکرام رسالت و نبوت کا احساس بیدار کیا جائے۔

(۲۱) لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدْعَاءِ بَعْضِكُمْ

بعضًا۔ (النور: ٢٣)

رسول اللہ کو اس طرح نہ پکارو (اس طرح آپ ﷺ کا اسم مبارک نہ لو) جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو، کے تحت آپ ﷺ کے آداب کا خیال رکھا جائے۔

(۲۲) آپ ﷺ کے ذکر کے بعد، آپ ﷺ کا نام لیتے ہوئے درود پڑھا جائے، اذان کے بعد، مسجد میں داخل ہوتے ہوئے، مسجد سے باہر نکلتے ہوئے اور مخالف قراءت میں آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام (درود شریف) پڑھنے کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ یہ بھی آدابِ رسالت ﷺ میں شامل ہے۔

(۲۳) سیرت النبی ﷺ سے آگاہی کے سلسلے میں مختلف تحریکیں چلائی جائیں اور الگ الگ طریقے اپنائے جائیں۔

(۲۴) لوگوں میں آپ ﷺ کی حدیثوں اور سنتوں پر عمل کی ترجیح دی جائے، اور عوام میں حدیثوں اور سنتوں کی اہمیت کو واضح کیا جائے۔

(۲۵) آپ ﷺ سے متعلقہ صحیح روایات کو رواج دیا جائے۔ اور موضوع و کمزور روایات کی نشان دہی کی جائے تاکہ لوگوں میں ریسرچ اور تحقیق کی جستجو پیدا ہونے کے ساتھ حق و ناقص کی تیزی پیدا ہو۔

(۲۶) آپ ﷺ کی روزمرہ سنتوں کو زندہ کیا جائے، اور ان سنتوں پر عمل یقینی بنایا جائے۔

(۲۷) آپ ﷺ کی پیاری سنتوں کا احترام کیا جائے، اور ان سنتوں کے مذاق اور استہزا سے احتیاط کی جائے۔

(۲۸) آپ ﷺ کی سنتوں کی برکات اور ان کے اثرات کو اُجاگر کیا جائے۔

(۲۹) آپ ﷺ کی پیاری سنتوں کی نفی کرنے والوں کو ہمدردی و خیرخواہی سے سمجھایا جائے۔

(۳۰) آپ ﷺ کی پیاری سنتوں سے بعض رکھنے والوں اور تنقید کرنے والوں سے بھی حتی الامکان شفقت و محبت کا برداشت اور اختیار کیا جائے۔

(۳۱) آپ ﷺ کی آل و اولاد اور ازواج النبی ﷺ کا بھی احترام سے تذکرہ کیا جائے۔ کیوں کہ یہ بھی اکرامِ رسالت ﷺ کا تقاضا ہے۔

(۳۲) آپ ﷺ کے اصحاب سے محبت و عقیدت کا اظہار بھی

محبتِ رسول ﷺ کا تقاضا ہے۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام و مرتبے کا خیال رکھنا بھی اکرامِ رسالت کا حصہ ہے۔

(۳۳) جو صحابہ کرام ﷺ سے بعض و عناد رکھتا ہے۔ اس سے بعض رکھنا بھی تقاضا ہے اکرامِ رسالت ﷺ ہے۔

(۳۴) علمائے اسلام کی قدر و منزلت اور ان کی خدماتِ جلیلہ کا اعتراف بھی اکرامِ رسالت ہے کیون کہ علماء میراثِ نبوت کے وارث اور محافظ ہیں۔

خاندانی سطح پر کرنے کے کام

(۳۵) آپ ﷺ کی محبت سے متعلقہ امور میں بچوں اور اہلِ خانہ کی تربیت کا اہتمام کرنا۔

(۳۶) گھروں اور خاندانوں میں خوشی و غمی کے موقع پر اتباعِ رسالت ﷺ پر دروس کا بندوبست کرنا کہ خوشی کے موقع پر آپ ﷺ کا طریقہ کار کیا تھا؟ غمی کے موقع پر آپ ﷺ کا طرزِ عمل کیا تھا؟ ہم عموماً ان موقع کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جب کہ یہی موقع آپ ﷺ کی تعلیمات کی ضرورت و اہمیت کو اجاگر کرنے کا سنہرہ ا موقع ہوتا ہے۔

(۳۷) بچوں کے لیے سیرت النبی ﷺ کے خوب صورت عنوان پر خوب صورت انداز میں لٹڑ پچھر مہیا کیا جائے اور صبح و شام کے اذکار اور معمولاتِ نبوی ﷺ سے اہلِ خانہ کو آگاہ کیا جائے۔

(۳۸) فیملی کی سطح پر کم از کم مہینے میں ایک بار سیرت کی مجلس کا اہتمام کیا جائے۔

(۳۹) اگر گھر میں میاں و بیوی اسوہ نبوی ﷺ کو اپنالیں، تو وہ گھر یقیناً جنتِ نظیر بن جائے گا اور دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی برکات کا نزول ہونے لگے گا۔ تجربہ کر کے دیکھ بیجیے۔

(۴۰) گھروں میں روزمرہ مصروفیات کے ساتھ ساتھ احادیث اور سنتوں پر عمل کو فروغ دیا جائے۔

(۴۱) گھروں میں اجتماعی دعوتِ افطار کے پروگرام تشکیل دیے جائیں۔ اور سنتِ نبوی کی روشنی میں ایک دوسرے کے دکھنکھ کو شیر (Share) کیا جائے۔

تعلیمی اداروں میں کرنے کے کام

(۳۲) تعلیمی اداروں میں طلباء طالبات کی آگاہی کے لیے حقوقِ

رسالت ﷺ کے چپٹرز (Chapters) کا اہتمام کیا جائے۔

(۳۳) ایسے لیکچرز کا انتخاب کیا جائے، جن میں سیرتِ طیبہ کا خصوصی انتظام ہو۔

(۳۴) یونیورسٹیوں میں حیاتِ نبوی ﷺ پر مشتمل مختلف پہلوؤں کو تحقیقی سطح پر اجاگر کیا جائے۔ یعنی ڈاکٹریٹ (Ph.D) کروایا جائے۔

(۳۵) یونیورسٹیوں اور مدارس میں سیرت شو کا اہتمام کیا جائے۔ ان نمائشوں (Shows) میں عہدِ نبوی ﷺ کے ماذلز کا بھی انتظام کیا جائے اور ان میں مکنہ دل چسپی کے تمام پہلو اختیار کیے جائیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ طلباء طالبات اس سے مستفید ہو سکیں۔

(۳۶) اسکول و کالج اور یونیورسٹیز میں سیرت کے موضوع (Topic) کو خصوصی اہمیت دی جائے اور خصوصی لائبریریاں قائم کی جائیں، کم از کم مرکزی لائبریری میں ایک سیکشن ضرور سیرت کا ہونا چاہیے۔

(۳۷) طلباء طالبات میں سیرت کے موضوع پر ہر زبان میں مقالات لکھنے کا ذوق پیدا کیا جائے۔

(۳۸) طلباء طالبات کے مابین تحریری و تقریری مقابله کروائے جائیں، اور انہیں بیش قیمت انعامات سے نوازا جائے۔

(۴۰) کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس میں تربیتی و رکشاپس کا انعقاد کر کے طلباء و اساتذہ کو حقوقِ رسالت ﷺ اور سیرتِ طیبہ سے کما حقہ آگاہ کیا جائے۔

خطبا و ائمہ اور داعیانِ رسالت کے کرنے کے کام

(۴۱) رسولِ کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کا اسلوب اپنایا جائے اور بلا امتیاز ہر طبقے میں دعوت پہنچائی جائے۔

(۴۲) آپ ﷺ کے کردار و اخلاق کو قبل از نبوت اور بعد از نبوت لوگوں کے سامنے رکھا جائے۔

(۴۳) سیرت النبی ﷺ کے عمومی پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔

(۵۴) نماز میں اُن آیات کی خصوصاً تلاوت کی جائے جن میں آپ ﷺ کے کسی پہلو کا ذکر ہے، اور نماز کے بعد مختصر اس کی تفسیر بھی بیان کی جائے۔

(۵۵) مساجد و مدارس میں حفظِ قرآن کے ساتھ ساتھ حفظِ حدیث کا بھی اہتمام کیا جائے۔

(۵۶) عام لوگوں کے دلوں میں جواشکالات پائے جاتے ہیں۔ ان کی اچھے انداز میں اصلاح کی جائے، اور قرآن و سنت کی روشنی میں انھیں مطمئن کیا جائے۔

(۵۷) شانِ رسالت ﷺ کے خلاف لب کشائی کرنے والوں کے انجمام سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے۔

(۵۸) قرآن و سنت کی روشنی میں شانِ رسالت ﷺ بیان کی جائے اور غلو سے اجتناب کیا جائے۔

ذرائع ابلاغ اور میڈیا کی سطح پر کرنے کے کام

(۵۹) خصائصِ نبوی ﷺ اور شانائیِ نبوت ﷺ کو موقع کی مناسبت سے ثابت انداز میں میڈیا پر نشر کیا جائے اور غلو سے گریز کرتے ہوئے حقیقت پر مبنی بات کی جائے۔

(۶۰) ہر اس بات سے گریز اور احتیاط کی جائے، جس سے آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ یا امہات المؤمنینؓ اور اہل بیت ؓ کی اہانت کا پہلو عیاں ہو۔

(۶۱) مغربی میڈیا کا بھرپور جواب دینا چاہیے، جو توہینِ رسالت ﷺ کو اپنا صحفی حق سمجھتے ہیں جب کہ ہم تحفظ حقوق رسالت ﷺ کو اپنی جان سے بھی عزیز تر تصور کرتے ہیں۔

(۶۲) مغربی اعتدال پسند اور انصاف پسند طبقے کی آراء کا پرچار، جس کا وہ وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کے بارے میں اظہار کرتے رہے ہیں۔

(۶۳) میڈیا کی سطح پر ”ٹاک شو پروگرامز“ کا اہتمام کیا جائے۔

(۶۴) اخبارات و رسائل میں مضامین لکھے جائیں، جس میں آپ ﷺ کی سیرت کے آفاقی پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔ اور سیرت کے موضوع پر مقالات اور کالم لکھے جائیں۔ جن سے مسئلہ ختمِ نبوت کی وضاحت ہو۔

- (۶۵) اخبارات و رسائل کے ایڈیٹرز اور لکھاریوں سے رابطہ کیا جائے اور انہیں اسوہ حسنہ ﷺ پر لکھنے کی ترغیب دی جائے۔
- (۶۶) فیں بک/ٹویٹر اور یو ٹیوب (الیکٹرانک میڈیا) کے تمام تر ذرائع کو متحرک کیا جائے، کہ جہاں بے حیائی کے فروغ میں کسی ضابطے کو خاطر میں نہیں لایا جاتا وہاں سیرت النبی ﷺ کے موضوعات کا انتخاب عمل میں لا کر کم از کم اپنی اسلام دوستی اور مسلمانی کا ہی ثبوت دیا جائے۔
- (۶۷) سافت ویرز اور سی ڈیز تیار کرنے والی علمی کمپنیوں سے اس سلسلے میں کام لیا جا سکتا ہے۔
- (۶۸) سیرت النبی ﷺ کے موضوعات پر مختلف زبانوں میں کتب شائع کی جائیں، اور انہیں بڑے بڑے بک سینٹرز، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں میں بھیجا جائے۔
- (۶۹) سیرت النبی ﷺ پر میگزین شائع کیے جائیں اور خصوصی نمبرز کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔
- (۷۰) مختلف اداروں اور تنظیموں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی جائے، کہ وہ ایک خصوصی فنڈ کا اہتمام کر کے سیرت النبی ﷺ پر کتب کی اشاعت و مفت تقسیم کا بندوبست کریں۔
- (۷۱) دوسرے مذاہب اور غیر مسلموں سے مثبت انداز میں مکالمے کیے جائیں اور انہیں سیرتِ مصطفیٰ ﷺ سے آگاہی دی جائے۔
- (۷۲) عقیدہ ختم نبوت، حقوقِ رسالت، فضائلِ رسالت اور خصائصِ نبوت ﷺ کے موضوعات پر مشتمل چھوٹے چھوٹے خوب صورت جملے تیار کیے جائیں، جنہیں مسیح کے ذریعے فیں بک اور ٹویٹر کر کھا جاسکے اور کارڈ بناؤ کر تقسیم کیا جاسکے۔
- (۷۳) سیٹیلائٹ چینل، انٹرنیٹ، ریڈیو اور ٹی وی پر سیرت النبی ﷺ پر مبنی پروگرام نشر کیے جائیں۔
- (۷۴) میڈیا کو اس طرف راغب کر کے اس مسئلہ کی اہمیت واضح کی جائے آخروہ بھی تو اسی کلمہ گو برادری کا حصہ ہیں۔
- (۷۵) تعلیمی نصاب میں ”ختم نبوت“ کے عنوان کو اجرا گر کیا جائے اور مسئلہ ختم نبوت کو زیر بحث لا یا جائے۔ تعلیمی اداروں میں خصوصی

سیمینارز کا انعقاد کر کے طلباء طالبات اور اساتذہ میں دلچسپی کے موقع پیدا کیے جائیں۔

حضرت ﷺ کب سے اللہ کے نبی ہیں؟

عَنْ عَرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ مَكْتُوبٌ: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لِمُنْجَدِلٍ فِي طِينَتِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي دَعْوَةً إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةً عِيسَى وَرُؤْيَاً أُمِّي الَّتِي رَأَثُ حِينَ وَضَعَتِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ۔ (مشکوٰۃ المصائب: ۵۷۵۹)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں، جب آدم علیہ السلام ابھی (ڈھانچے کی حالت میں) مٹی کی صورت میں پڑے ہوئے تھے، اور میں ابھی اپنے معاملے (یعنی نبوت) کے بارے میں تمہیں بتاتا ہوں، میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں، جو انہوں نے میری پیدائش کے قریب دیکھا تھا کہ ان کے لیے ایک نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات ان کے سامنے روشن ہو گئے۔“

(۷) خصوصیات

- (۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں سارے انسانوں کا سردار ہوں گا، اور اس پر مجھے کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔
- (۲) میرے ہاتھ میں حمد (وشکر) کا پرچم ہو گا اور مجھے (اس اعزاز پر) کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔
- (۳) اس دن آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ جتنے بھی نبی ہیں، سب کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور اس پر مجھے کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔

- (۴) میں پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین پھٹے گی (اور میں برآمد ہوں گا) اور مجھے اس پر بھی کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔
- (۵) (قیامت میں) لوگوں پر تین مرتبہ سخت گھبراہٹ طاری ہو گی، لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپ

ہمارے باپ ہیں، آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت (سفارش) کر دیجیے، وہ کہیں گے: مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو چکا ہے جس کی وجہ سے میں زمین پر بھیج دیا گیا تھا، تم لوگ نوح ﷺ کے پاس جاؤ، وہ لوگ نوح ﷺ کے پاس آئیں گے، مگر نوح ﷺ فرمائیں گے: میں زمین والوں کے خلاف بد دعا کر چکا ہوں جس کے نتیجے میں وہ ہلاک کیے جا چکے ہیں، لیکن ایسا کرو، تم لوگ ابراہیم ﷺ کے پاس چلے جاؤ، وہ لوگ ابراہیم ﷺ کے پاس آئیں گے، حضرت ابراہیم ﷺ فرمائیں گے: میں تین جھوٹ بول چکا ہوں، آپ نے فرمایا: ان میں سے کوئی جھوٹ جھوٹ نہیں تھا، بلکہ اس سے اللہ کے دین کی حمایت و تائید مقصود تھی، البتہ تم حضرت موسیٰ ﷺ کے پاس جاؤ، تو وہ لوگ حضرت موسیٰ ﷺ کے پاس آئیں گے، حضرت موسیٰ ﷺ فرمائیں گے: میں ایک قتل کر چکا ہوں، لیکن تم حضرت عیسیٰ ﷺ کے پاس چلے جاؤ، تو وہ حضرت عیسیٰ ﷺ کے پاس جائیں گے، وہ فرمائیں گے: اللہ کے سوا مجھے معبد بنالیا گیا تھا، تم لوگ حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤ، آپ نے فرمایا: لوگ میرے پاس (سفارش کرانے کی غرض سے) آئیں گے، میں ان کے ساتھ (دربارِ الہی کی طرف) جاؤں گا، ابن جدعان (راوی حدیث) فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ایسا لگ رہا ہے گویا کہ اس وقت میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔

(۶) آپ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے کا حلقة (زنجر) پکڑ کر اسے ہلاوں گا، پوچھا جائے گا: کون ہے؟ کہا جائے گا: محمد ﷺ ہیں، وہ لوگ میرے لیے دروازہ کھول دیں گے، اور مجھے خوش آمدید کہیں گے۔

(۷) میں (اندر پہنچ کر اللہ کے حضور) سجدے میں گرجاؤں گا اور حمد و شکر کے جو الفاظ اور کلمے اللہ میرے دل میں ڈالے گا وہ میں سجدے میں ادا کروں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: اپنا سراٹھا یئے، مانگیے (جو کچھ مانگنا ہو) آپ کو دیا جائے گا۔ (کسی کی سفارش کرنی ہوتو) سفارش کیجیے آپ کی شفاعت (سفارش) قبول کی جائے گی، کہیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ اور وہ جگہ (جهاں یہ باتیں

ہوں گی) ”مقام محمود“، ہوگا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا۔ (جامع ترمذی: ۳۱۲۸)

پانچ چیزوں کی خصوصیات

نبی ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے
پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔

(۱) ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے۔
(۲) اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لاٹ بنائی گئی۔
پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے
اسے وہیں نماز ادا کر لینی چاہیے۔

(۳) اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے
یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا۔
(۴) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

(۵) اور تمام انبیاء اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے؛ لیکن
میں تمام انسانوں کے لیے عمومی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (بخاری: ۳۳۵)

خصوصیات والی ایک اور حدیث

رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے سے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے، کہتے ہیں: پھر
آپ نکلے یہاں تک کہ جب آپ ان کے قریب آئے، تو انہیں
آپس میں بحث کرتے سنا، آپ نے ان کی باتیں سنیں، کوئی کہہ رہا
تھا، تعجب ہے اللہ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم ﷺ کو اپنا
دوست بنایا، دوسرے نے کہا: حضرت موسیٰ ﷺ سے اس کا کلام
کرنا کتنا زیادہ تعجب خیز معاملہ ہے! اور ایک نے کہا: حضرت عیسیٰ
علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، اور ایک دوسرے نے کہا:
حضرت آدم ﷺ کو اللہ نے تو چن لیا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکل
کر ان کے سامنے آئے اور انہیں سلام کیا اور فرمایا: میں نے
تمہاری باتیں سن لی ہیں، اور حضرت ابراہیم ﷺ کے ”خلیل اللہ“
ہونے پر تعجب میں پڑنے کو بھی، واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور حضرت
موسیٰ ﷺ کے ”نجی اللہ“، ہونے پر، اور وہ بھی واقعی ایسے ہی ہیں اور

حضرت عیسیٰ ﷺ کے "کلمۃ اللہ" اور "روح اللہ" ہونے پر، اور وہ بھی واقعی ایسے ہی ہیں اور حضرت آدم ﷺ کے "اللہ کا برگزیدہ" ہونے پر، اور وہ بھی واقعی ایسے ہی ہیں۔

- (۱) سن لو! میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر مجھے گھمنڈنہیں۔
- (۲) قیامت کے دن حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس پر مجھے گھمنڈنہیں۔

(۳) قیامت کے دن میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو شفاعت کرے گا اور جس کی شفاعت (سفارش) سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور اس پر مجھے گھمنڈنہیں۔

(۴) اور میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنت کی کنڈی ہلائے گا تو اللہ میرے لیے جنت کو کھول دے گا، پھر وہ مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقراءِ مؤمنین ہوں گے اور اس پر مجھے گھمنڈنہیں۔

(۵) اور میں اگلوں اور پچھلوں میں سب سے زیادہ معزز ہوں اور اس پر مجھے گھمنڈنہیں۔ (جامع ترمذی: ۳۶۱۶)

حضور ﷺ کا امتیاز

[۱] بعض احکامِ شرعیہ میں نبی کریم ﷺ کو امتیاز حاصل تھا، جنہیں آپ ﷺ کی خصوصیات کہا جاتا ہے۔ مثلاً: اہل علم کی ایک جماعت کے بے قول قیام لللیل (تهجد) آپ ﷺ پر فرض تھا، صدقہ آپ ﷺ پر حرام تھا، اسی طرح کی بعض خصوصیات کا ذکر قرآن کریم کے اُن مقامات پر کیا گیا ہے، جن کا تعلق نکاح سے ہے۔

(۱) جن عورتوں کو آپ ﷺ نے مہر دیا ہے، وہ حلال ہیں چاہے تعداد میں وہ کتنی ہی ہوں اور آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور جویریہ رضی اللہ عنہا کا مہران کی آزادی کو قرار دیا تھا، ان کے علاوہ بہ صورت نقد سب کو مہر ادا کیا تھا۔ صرف ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر نجاشی نے اپنی طرف سے دیا تھا۔

(۲) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور جویریہ رضی اللہ عنہا ملکیت میں آئیں، جنہیں آپ ﷺ نے آزاد کر کے نکاح کر لیا، اور ریحانہ رضی اللہ عنہا اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بہ طورِ لونڈی آپ کے پاس رہیں۔

(۳) اس کا مطلب ہے کہ جس طرح آپ ﷺ نے ہجرت کی،

اسی طرح انہوں نے بھی مکے سے مدینہ ہجرت کی؛ کیوں کہ آپ ﷺ کے ساتھ تو کسی عورت نے بھی ہجرت نہیں کی تھی۔

(۲) یعنی اپنے آپ کو ہبہ کرنے والی عورت، اگر آپ ﷺ اس سے نکاح کرنا پسند فرمائیں تو بغیر مهر کے آپ ﷺ کے لیے اسے اپنے نکاح میں رکھنا جائز ہے۔

(۵) یہ اجازت صرف آپ ﷺ کے لیے ہے۔ دیگر مومنوں کے لیے تو ضروری ہے کہ وہ حقِ مهر، ادا کریں، تب نکاح جائز ہوگا۔

(۶) عقد کے جو شرائط اور حقوق ہم نے فرض کیے ہیں کہ مثلاً چار سے زیادہ عورتیں بہ یک وقت کوئی شخص اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا، نکاح کے لیے ولی، گواہ اور حقِ مهر ضروری ہے۔ البتہ لوندیاں جتنی کوئی چاہے، رکھ سکتا ہے، تاہم آج کل لوندیوں کا مسئلہ تو ختم ہے۔ (سورہ احزاب: ۵۰)

صدقہ کامل حضور ﷺ کے لیے جائز نہیں

لَنَا إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أُوسَاطُ النَّاسِ وَإِنَّهَا

لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ۔ (صحیح مسلم: ۲۲۸۲)

حضرت عباس بن عبد المطلب نے عبد المطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس ؓ سے فرمایا کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، اس میں یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنی چادر ڈالی اور لیٹ گئے اور فرمایا کہ میں بھی قوم میں صحیح رائے رکھنے والا ہوں، اللہ کی قسم! میں اس جگہ سے نہ ہٹوں گا؛ یہاں تک کہ تمہارے دونوں بیٹی تماہارے پاس اُس پیغام کا جواب لے کر واپس نہ آجائیں جو تم نے دے کر اُن دونوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا ہے، جس میں یہ تھا کہ پھر آپ نے ہم سے یہ فرمایا: یہ صدقات لوگوں کا میل کچیل ہی ہوتے ہیں اور یہ محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں، اور نہ آل محمد ﷺ کے لیے، یہ بھی تھا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم محمیہ بن جزء کو میرے پاس بلا لا و اور وہ بنی اسد کے آدمی تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں مالِ خمس کا حاکم بنایا تھا۔

حوض کوثر کے پانی سے پیاس بجھ جاتے گی

حَوْضٍ مَسِيرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاءُهُ أَبْيَضٌ مِنْ الْوَرِقِ
وَرِيحُهُ أَطْيَبٌ مِنْ الْمِسْكِ وَكَيْزَانُهُ كَنْجُومِ السَّمَاءِ فَمَنْ
شَرِبَ مِنْهُ فَلَا يَظْلَمَا بَعْدَهُ أَبَدًا. (صحیح مسلم: ۵۹۷۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے حوض (کی لمبائی چوڑائی) ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے سارے کونے برابر ہیں اور اس حوض کا پانی چاندی سے زیادہ سفید اور اس کی خوش بومشک سے زیادہ بہتر ہے، اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں، تو جو آدمی میرے اس حوض سے پیے گا، پھر اس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

آپ کی موجودگی امن کی ضمانت ہے

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ گناہ گاروں کے لیے دو چیز پناہ ہیں: ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار۔ (موضع) منقول ہے کہ مشرکین طواف کے وقت "غفرانک غفرانک" کہا کرتے تھے، یا مقصد یہ ہے کہ ان میں استغفار کرنے والے موجود ہیں یعنی مسلمان، اور بعض نے یہ تاویل بھی کی ہے کہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کے علم میں ایسے لوگ موجود ہیں، جو آئندہ چل کر مسلمان ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں گے؛ اس لیے ان پر عذاب استیصال نہیں آ سکتا جیسا کہ انہوں نے دعا کی تھی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ
وَهُمْ يَسْتَعْفِرُونَ. (الانفال: ۳۳)

حالاں کہ یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ انہیں عذاب دے اور آپ ان میں موجود ہوں اور نہ ہی یہ مناسب تھا کہ اللہ ایسے لوگوں کو عذاب دے جو استغفار کرتے ہوں۔